اسلامی یکجہتی تشکیل میں حج کی اہمیت و کردار

حجۃ الاسلام والمسلمین سید علی قاضی عسکر

مترجم: مہدی باقر

اللہ تعالی نے انسانوں کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور ان میں مختلف قبائل اور اقوام قرار دئے تا کہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں۔[1] اور اسی شناخت کے راستے سے وہ ایک دوسرے کے قریب آ سکیں اور خلاف بشریت وغیر انسانی معیارات جیسے نسل پرستی، خودپسندی وغیرہ سے پرہیز کریں نیز امن و آشتی کے ساتھ مل جل کر زندگی گزاریں اور صرف تقویٰ جو کہ ایک معنوی خصوصیت اور اکلوتا معیار برتری ہے، اختیار کریں۔

ایک دوسرے کو پہچاننا، دلی اور فکری سے نزدیکی کا مقدمہ ہے، یہی راستہ انسان کو منزل اتحاد تک پہونچاتا ہے، یہی وہ مقصد ہے جو دین اسلام کے اکثر قوانین بالخصوص فریضۂ حج میں دکھائی دیتا ہے۔

ہشام بن حکم جو امام صادقؑ کے دانشور اور مومن صحابیوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے امام عالی مقام سے فلسفۂ حج اور طواف کعبہ سے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

فقال: ان اللّٰہ خلق الخلق الیٰ ان قال و امرھم بما یکون من امر الطاعة فی الدین و مصلحتھم من امر دنیاھم فجعل فیہ الاجتماع من الشرق و الغرب لیتعارفوا و لینزع کل قوم من التجارات من بلد الیٰ بلد و لینتفع بذلک المکاری و الجمّال و لتعرف آثار رسول اللّٰہ و تعرف اخبارہ و یذکر و لا ینسی

بیشک خدا ہی ساری مخلوقات کا خالق ہے اور اسی نے انسانوں پر ان کے دنیوی اور اخروی کے مصالح کی بنیاد پر آحکام فرض کیے ہیں۔ ان ہی مصالح میں سے ایک مشرق و مغرب سے مسلمانوں کے عظیم اجتماع کا اہتمام بھی ہے (جو فریضۂ حج کے عنوان سے بیت اللہ میں حدود میں انجام پاتا ہے) یہ اجتماع ایک دوسرے کو پہچاننے کے لئے معاون ہے تاہم اس کے ذریعے ایک دوسرے کے مسائل و مشکلات سے بھی واقفیت ہوتی ہے، اس کے علاوہ انہیں اس موقع پر پیغمبر اکرمؐ

کے ارشادات وفرامین سے بہتر انداز میں آشنائی میسر آتی ہے تاکہ وہ اسے ہمیشہ اپنی زندگی میں زندہ رکھیں اور گوشۂ فراموشی کے سپرد نہ کریں۔

یہ عظیم تفکر، امت مسلمہ کے اتحاد کا پیش خیمہ ہے اور اسے نظرانداز کرنے کے نتائج انتہائی خطرناک اور تخریبی ثابت ہوسکتے ہیں، امام صادقؑ نے اسی حدیث کے اختتام میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے:

و لو كان كل قوم انّما يتكلون على بلادهم و ما فيها هلكوا و خربت البلاد و سقط الجلب و الارباح و عميت الاخبار[2]

اگر دنیا بھر کے اقوام وملل نے اپنے شہر اور اس کی ظرفیتوں ہی پر اکتفا کی ہوتی ترقی نہ کرپاتے، مٹ گئے ہوتے، شہر کھنڈر ہی رہ جاتے، اشیاء لازم کے نفع ونقصان سمجھ میں نہ آتے، لوگ ایک دوسرے سے بے خبر رہ جاتے۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ حج کو پرچم دار اسلام جانتے تھے جس میں دنیا کے تمام گوشہ وکنار کے مسلمان پناہ لیتے تھے[3] یہ وہ جگہ ہے جہاں اسلام کے مشکلات کا حل ڈھونڈا جاسکتا ہے اور یہ حاجیوں کے لئے انتہائی مفید اور منفعت بخش ہے اسی طرح دوسرے وہ لوگ کہ جو اس سرزمین سے مشرف نہیں ہوئے ہیں ان کے لئے مفید ہے۔

امام رضا نے فرمایا:

و منفعة من فى المشرق و من المغرب و فى البرّ و البحر و ممّن يحج و ممن لايحجّ[4]

خانۂ خدا جمع ہونے والے اور اس میں پناہ لینے والے اس عظم مقصد کے پیش نظر اپنی ثقافتی شناخت کو کھوئے بغیر بہت سے مسائل میں متحد و یک رنگ نظر آتے ہیں اور یہی ان کی قوم و ملت کے لئے ان کی طرف سے عظیم تحفہ ہے۔

بیت اللہ میں جمع ہونے والوں کے مشترکات

دنیا بھر سے جمع ہونے والے حجاج کرام کے مابین غیر معمولی اشتراک پایا جاتا ہے، ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

۱۔وحدت خداوندی پر اعتقاد، سب اسی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اسی نیت کے ساتھ خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں (انّ هذِهِ امّتکم امّةً وّاحِده وانا ربّکم فاعبدون)۵

۲۔رسول اللہؐ کی نبوت پر اعتقاد اور ان کی سنت پر یقین

۳۔قیامت پر ایمان

۴۔قرآن کریم پر ایمان

۵۔فقہی مشترکات

۶۔ تمام بنیادی مسائل کے دیگر مشترکات

مقام اجتماع کی خصوصیات:

مذکورہ بالا مشترکات کے علاوہ کعبہ اور مکہ مکرمہ دوسری بہت سی خصوصیات کا حامل ہے جس سے اتحاد ویکجہتی کے اسباب فراہم ہوتے ہیں، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سلامتی

حضرت ابراہیمؑ کی دعائے (ربِّ اجعل هذا بلداً اٰمِنا)۶ اور اجابت حضرت حق کے طفیل شہر مکہ عالم اسلام کے لئے بالعموم قیام امن ہے۔

جو بھی اس شہر میں حج کے ارادے سے وارد ہوتا ہے ایک انتہائی محفوظ مقام پر ہوتا ہے۔

(فِیهِ آیات بیّنات مقام براهِیم ومن دخله کان اٰمِنا)۷

اس میں واضح نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیمؑ ، پس جو بھی اس میں داخل ہوا گویا مقام امن میں ہے۔ یہ اس حد تک محفوظ ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

اگر کسی نے کسی کا قتل کر دیا ہے یا کوئی دوسرا گناہ کیا ہے اور اسی کے بعد اس نے حرم میں پناہ لے لی تو وہ محفوظ ہے، اس سے اتنی دیر قصاص نہ لیا جائے اسے گرفتار نہ کیا جائے اور اسے اذیتیں نہ دی جائیں۔۸

قابل ذکر بات یہ ہے حرم کا باامن ہونا محض انسانوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ چرند، پرند و حیوانات بھی اس میں محفوظ رہتے ہیں، عبداللہ ابن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادقؑ سے آیہ (ومن دخله کان اٰمِنا) کے بارے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا:

من دخل الحرم من النّاس مستجیراً به فهو آمن من سخط اللّٰه و من دخله من

الوحش و الطیر کان آمنا من ان یھاج و یوذی حتی یخرج من الحرم ۹

اگر کسی نے لوگوں سے فرار کرکے حرم میں پناہ لے لی وہ خشم الٰہی سے محفوظ ہے اور وہ ہر جانور یا پرندہ جو داخل حرم آ جائے وہ تمام اذیتوں سے محفوظ ہے حب تک کہ وہ حرم سے خارج نہ ہوجائے۔

یہ امنیت وسلامتی پائداری واستقلال کی حامل ہے اور کسی بھی زمانہ میں اس کو نقصان نہیں پہونچنا چاہئے، رسول خداؐ نے فتح مکہ کے دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جب اللہ نے زمین وآسمان خلق کیا، مکہ کو حرم قرار دیا اور قیامت تک کے لئے یہ محترم ہے اور کسی کو بھی نہ مجھ سے پہلے اور نہ ہی میرے بعد یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے احترام کو پامال کرے، یہاں تک کہ میرے لئے ایک دن میں ایک گھنٹے سے زیادہ روا نہیں رکھا گیا ہے۔ ۱۰

۲۔ اسلحہ لے جانے کی ممانعت

مکہ وحرم کو اسلحوں سے مبرا علاقہ قرار دیا گیا ہے تاکہ اس کی امنیت مکمل طور سے متحقق ہوسکے۔ امام علیؑ نے فرمایا:

لاتخرجوا بالسّیوف الحرم ولا یصل احدکم وبین یدیه سیف، فانّ القبلة أمن ۱۱

تلواروں کے ساتھ حرم کی طرف مت جاؤ اور حالت نماز میں تلواریں اپنے سامنے نہ رکھو کیونکہ کعبہ، قبلہ امن ہے۔

۳۔ ماحولیات کا تحفظ

حدود بیت اللہ میں پیڑ پودوں کا اکھاڑنا، حیوانات کا شکار کرنا منع ہے رسولؐ اللہ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: انّ ھذا البلد حرمه اللّٰه یوم خلق السمٰوات والارض، فھوحرام بحرم اللّٰه یوم القیام، وانّه لم یحل القتال فیه لاحد قبلی ، ولم یحل لی الاّ ساعه من نھار، فھو حرام بحرمة اللّٰه یوم القیامه ، لایعضد شوکه ، ولا ینفر صید ۱۲

یہ وہ شہر ہے کہ جب اللہ نے زمین، وآسمان کو خلق کیا تو اسے حرمت بخشی اور یہ حرمت تا روز قیامت باقی رہنے والی ہے، نہ اس کا کانٹا اٹھایا جاسکتا ہے اور نہ ہی جانور کو بھگایا جاسکتا ہے۔

۴۔ مالی تحفظ

اگر حدود بیت اللہ میں کسی کا کوئی سامان ملے تو کوئی اسے اٹھانے کا حق نہیں رکھتا ہے

۔پیغمبرؐ نے فرمایا: (و لا یلتقط لتقط الا من عرفها) کوئی سامان اگر حدود حرم میں ملے تو کسی کو حق نہیں کہ اسے اٹھائے البتہ اعلان کرنے کی غرض سے ایسا کیا جاسکتا ہے تاکہ اس کا مالک مل جائے۔

۵۔اخلاقی تحفظ

حدود بیت اللہ کے دیگر مصادیق احترام میں جھگڑا کرنے، قسم کھانے اور خلق خدا کی آبرو اچھالنے سے پرہیز جیسی چیزیں شامل ہیں۔

قرآن کریم میں خداوند قدوس اس سلسلے میں ق ارشاد فرماتا ہے:

فلا رفث ولا فسوق و لا جِدال فِی الحجِ ۱۳

احرام کی حالت میں قربت جنسی، جھوٹ بولنا، بیجا بحث اور جھگڑا جائز نہیں ہے۔

۶۔ روحی تحفظ

سماعہ بن مہران کہتے ہیں:

میں نے امام صادقؑ سے پوچھا ایک آدمی میرا مقروض ہے، پچھلے کچھ دنوں سے میں اس کی تلاش میں تھا مگر وہ نہیں ملتا تھا، آج میں نے اسے مسجد الحرام میں دیکھا، وہ طواف کررہا تھا کیا میں اس سے اپنا مطالبہ کرلوں؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں، اسے سلام مت کرنا، اسے شرمندہ مت کرنا، یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر آجائے۔ ۱۴

مذکورہ خصوصیات حرم الٰہی کو مذاکرے، تبادل نظریات اور اہم فیصلوں کے لئے جہان اسلام کو آمادہ کرتی ہے، دلچسپ بات یہ ہے کہ اللہ نے اس کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری متقیوں کے سپرد کر رکھی ہے تاکہ تمام خصوصیات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سے ہدف اصلی یعنی اتحاد کے لئے استفادہ کیا جاسکے۔

وَمَا كَانُوا أَوْلِيَائَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلاَّ الْمُتَّقُونَ ۱۵

وہ اس کے متولی نہیں ہیں، بیشک متقیوں کے علاوہ کوئی اس کا متولی نہیں ہوسکتا۔

مقاصد کے حصول کے راستے

ہمیشہ اہم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف محوروں کی یا ایک محور کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح سے کہ لوگ اس کی مرکزیت کی رعایت کریں اور متحد نظر آئیں۔

قرآن کریم نے اس محور کو حبل اللہ سے تعبیر کیا ہے)واعتصِموا بِحبلِ اللّٰهِ جمِیعاً وّلا تفرّقوا

واذکروا نِعمت اللّٰہِ علیکم اِذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبِکم فاصبحتم بِنِعمتِہِ اِخوانا۔ ۱٦

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں محبتوں کو قرار دیا اور تم اس نعمت کے نتیجے میں ایک دوسرے کے بھائی ہو گئے۔

قرآن کریم کے علاوہ سنت رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ بھی وحدت مسلمین کے اہم محور ہیں چنانچہ حج کے زمانے میں بالخصوص ان امکانات کا صحیح فائدہ اٹھایا جانا چاہئے۔

شیعی تاریخی تمدن ایسے امور سے پر ہے جہاں کے رہبروں نے ان مسائل کی طرف خصوصی توجہ کی ہے تا کہ ان کے چاہنے والوں کے لئے عالم اسلام کے ساتھ اتحاد و بھائی چارہ آسان قرار دیا جا سکے، ان میں سے بعض کا سر دست ذکر کیا جا رہا ہے:

۱۔ لوگوں کا قرآن کریم سے متمسک رہنے کی فکر کرنا

واعتصِموا بِحبلِ اللّٰہِ جمِیعاً وّلا تفرّقوا۔ ۱۷

فاذا ثبت علیکم الفتن کقطع الّلیل المظلم فعلیکم بالقرآن ۱۸

جب فتنہ تم پر رات کی اندھیاریوں کی طرح ٹوٹ پڑے تو تم پر تمسک قرآن لازم ہے۔

۲۔ سنت رسول کی پیروی

وما آتاکم الرّسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا ۱۹

رسولؐ جو کچھ تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔

۳۔ آل رسولؐ سے تمسک

رسولؐ نے فرمایا:

انّی مخلف فیکم الثّقلین، مان تمسّکتم بما لن تضلّوا ولن تزلو، تاب اللّٰہ، وعترتی اھل بیتی

میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں یعنی کتاب اللہ اور میری عترت سے متمسک رہو گے گمراہ نہیں ہو سکتے۔

۱۔ کتاب خدا (قرآن کریم)

ما ان تمسّکتم بہ لن تضلّوا من بعدی

۲۔ میری عترت، جب تک تم ان دونوں سے متمسّک رہو گے گمراہ نہیں ہو سکتے۔

۴۔ ایک دوسرے کے حقوق اور دینی و اسلامی اخوت و برادری کی رعایت

رسول اکرمؐ نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد مہاجرین و انصار میں اخوت برقرار کی اور ہمیشہ فرماتے تھے:

المسلم اخوا المسلم لا یظلمه و لایسلمه ۲۰

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ ہی ظلم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔

امام صادقؑ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

المسلم اخ المسلم هو عینه و مراقه و دلیله لایخونه و لایخدعه و لایظلمه و لایکذبه و لایغتابه

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ ایک دوسرے کی آنکھ، آئینہ اور راہنما ہیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ خیانت نہیں کرتے، دھوکہ نہیں دیتے، ظلم نہیں کرتے، جھوٹ نہیں بولتے اور غیبت نہیں کرتے۔

۵۔ تہذیب کی رعایت اور بدکاری سے پرہیز

کونوا لنا زیناو لاتکونوا علینا شیناقولوا للنّاس حسنا و احفظوا السنتکم و کفوها عن الفصول وقبیح القول۔ ۲۱

ہمارے لئے زینت کا سبب بنو، شرمندگی کا باعث نہیں، لوگوں سے مودب انداز میں بات کرو اپنی زبان کی حفاظت کرو، زیادہ بولنے اور بدکلامی سے پرہیز کرو۔

امیرالمومنین حضرت علیؑ نے تاکید کی ہے کہ جان لو اکثر اختلافات اور جھگڑے صرف ایک بات سے شروع ہوئے ہیں، چنانچہ مومنوں کو چاہئے کہ متانت کے ساتھ بات کریں، دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ رہیں۔

امام علیؑ نے فرمایا:

ربّ حرب حیث من لفظه ۲۲ بہت سی جنگیں ایک لفظ سے شروع ہوئی ہیں۔

۶۔ -حسد سے پرہیز

حسد ہمیشہ اتحاد کی راہ میں مانع ہوتا ہے اور امام صادقؑ کے قول کے مطابق حسد انسان سے دلی سکون و اطمینان چھین لیتا ہے اور دشمنی کا سبب بنتا ہے اور معاشرہ میں نفاق کا باعث بنتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: ایّاکم والخصومه فانّهاتشتغل القلب و تورث النّفاق و تکسب الضغائن

۷۔ایک دوسرے کے مقدسات کا احترام

یہ وہ موضوع ہے جس کی ہمیشہ رعایت کرنا چاہیۓ۔ امام علیؑ نے معاویہ کے سامنے اپنے چاہنے والوں سے فرمایا:

اکره لکم ان تکونوا سبابین قابل نفرین یہ بات ہے کہ تم میں سے کوئی بدکلام ہو۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مشرکین کو گالی دینے سے منع کیا ہے۔

و لا تسبّوا الّذِین یدعون مِن دونِ اللّٰهِ فیسبّوا اللّٰه عدواً بِغیرِ عِلم ۲۳

جو اللہ کو نہیں مانتے اور غیر خدا کی پرستش کرتے ہیں انہیں بھی گالی نہ دو، ہوسکتا ہے وہ لاعلمی کی بنیاد پر خدا کے تئیں بدکلامی کرے۔

۸۔ -واقعیتوں کو قبول کرنا

اتحاد کے لئے مذاکروں حقیقت پسندانہ رویہ ہونا چاہیۓ اس لئے کہ دوسری صورت میں اتحاد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

امام علیؑ نے فرمایا:

من کان غرضه الباطل لم یدرک الحق و لو کان اشهر من الشمس ۲۴

جس کا مقصد ہی باطل ہو، چاہے حق کتنا ہی واضح یا روشن ہو وہ اسے درک نہیں کرسکتا۔

خلاصہ

حج، حرم اور مکہ مکرمہ کے خصوصیات مسلمانوں کے جمع غفیر کو قرآن وسنت رسولؐ اور آل رسولؐ کی محوریت کے ساتھ متحد کرسکتا ہے، صحیح پروگرام اور اچھی تعلیمات سے مسلمان حاجیوں کو جہالت وتعصب کے امراض سے نجات دلاتے ہوئے اسلامی معاشرہ کو اتحاد اور عزت وسربلندی سے سرفراز کیا جاسکتا ہے۔

اتحاد حج بیت اللہ کے منجملہ برکات میں سے ایک ہے، بہترین پروگراموں کے ذریعے حاجیوں کو دنیا بھر سے بلاکر مزید مہذب و با اخلاق بنایا جاسکتا ہے نیز فلسفۂ حج سے آشنا کرا کے دنیا کو بہت بڑے بدلاؤ کی طرف موڑا جاسکتا ہے، ایک مستقل سیاست اور اسلامی ممالک کے ذخائر سے اقتصادی بہرہ مندی کے ذریعے" الاسلام یعلو و لا یعلیٰ علیها و انتم الاعلون ان کنتم مومنین"

کا مصداق تلاش کیا جاسکتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ابھی تک اس سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا گیا ہے علاوہ ازیں ہمیشہ اسلامی خزانوں سے استفادہ کرتے ہوئے اس بات کی پوری کوشش کی جاتی ہے کہ تفرقہ اور اختلاف کو بڑھاوا دیا جائے تا کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا جاسکے، یہ ایسے میں ہورہا ہے کہ جب دین اسلام میں مسلمانوں کو کافر کہنے کی سخت نفی کی گئی ہے اور یہ سنت نبویؐ کے خلاف ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

من کفر مومنا صار کافراً اگر کوئی کسی مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔

ایک دوسری حدیث میں رسولؐ نے ارشاد فرمایا:

ایّما امر قال لاخیه کافرا لّا احدهما کوئی اپنے کسی بھائی کو کافر خطاب نہ کرے مگر یہ کہ ان دونوں میں سے ایک کافر ہے۔

اکثر مذاہب کے علماء اس فکر کے مخالف ہیں لیکن اس زمانے میں یہ فکر ایک بڑے خطرے میں تبدیل ہوگئی ہے اور آج ان کے ہاتھوں دنیا بھر میں ہزاروں بے گناہ مرد، عورت اور بچے مارے جارہے ہیں۔ ان لوگوں کے اس کام نے دنیا بھر میں اسلام کے چہرے کو مخدوش کردیا ہے۔ سامراجی طاقتیں اس کا فائدہ اٹھارہی ہیں، وہ کوشش کررہے ہیں کہ اسلام کو ایک نیم پختہ دین کے طور پر معرفی کریں اور اس دین سے جڑنے والوں کو بدگمان کریں۔

امید ہے کہ دنیائے اسلام کے دانشور، ان تخریبی عناصر کے مقابل کھڑے ہوکر اور اتحاد کے ساتھ اسلام کا دفاع کریں گے اور اس اسلامی لہر کے پیش نظر جو دنیا کے مختلف گوشہ و کنار میں دکھائی دے رہی ہے، اسلام اپنی عظمت رفتہ کی بازیابی کرسکے گا اور دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور اللہ کی مدد سے امت مسلمہ کا وقار بحال ہوگا۔

حوالے:

۱۔سورۂ حجرات،آیت ۱۳

۲۔وسائل الشیعہ، ج ۱۱،ص ۱۴

۳۔نہج البلاغہ، ج ۱

۴۔علل الشرائع، صدوق،ص ۴۰۴
۵۔سورۂ انبیا، آیت ۹۲
۶۔سورۂ بقرہ،آیت ۱۲۶
۷۔سورۂ آل عمران،آیت ۹۷
۸۔الجعفر یات،ص۱۷
۹۔تہذیب، ج۵،ص۴۴۹
۱۰۔کلینی ، ج ۴،ص۲۲۶
۱۱۔صدوق،ص، خصال،ص ۳۵۳،خصال،ص۶۱۶
۱۲۔النہایہ، ج ۲ ،ص۷۵
۱۳۔سورۂ بقرہ،آیت ۱۹۷
۱۴۔کلینی، ج ۴ ،ص۴۱
۱۵۔سورۂ انفال، آیت ۳۴
۱۶۔سورۂ آل عمران، ۱۰۳
۱۷۔سورۂ آل عمران،آیت ۱۰۳
۱۸۔کافی، ج ۲،ص۵۹۸
۱۹۔سورۂ حشر، آیت۷
۲۰۔صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم
۲۱۔بحارالانوار، ج ،۱۷ ص ۳۱۰
۲۲۔غررالحکم، ج۱۳ ۵۳
۲۳ ۔سورۂ انعام،آیت ۱۰۸۔
۲۴۔غررالحکم،ص ۲۳